





وَقَالُوا إِنَّا كَذِبٌ مُّسْتَوْدَعٌ  
 وَأَنَّا كَذِبٌ مُّسْتَوْدَعٌ  
 اور رسول تم کو جو احکام دیں ان کو قبول کرو اور جن کا مول سے تم کو منع کریں ان سے باز رہو

# ترجمہ صحیح مسلم

میں نے لکھا

جلد سیابع

بِرَّ، قَدْر، عِلْم، ذِکْر، تَوْصِیْفِ الْمَنَافِقِیْنِ، فِتْنِ، زُهْد، تَفْسِیْر

تصنیف

WWW.NASTIR.COM

علامہ علامہ رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فریدی ٹیکسٹل (پرائیویٹ) لمیٹڈ  
 ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Copyright ©

All Rights reserved

This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں

یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔



الطبع الثامن : ربيع الاول 1421ھ / جون 2000ء  
الطبع التاسع : شوال 1423ھ / دسمبر 2002ء  
التصحیح : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی فاضل علوم شرقیہ  
مضج : ہاشم ایندھما و پرنٹرز لاہور  
قیمت : 345/- روپے

**Farid Book Stall®**

Phone No: 092-42-7312173-7123435

Fax No. 092-42-7224899

Email: info@faridbookstall.com

Visit us at: www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸ اردو بازار لاہور

فون نمبر ۰۹۲-۴۲-۷۳۱۲۱۷۳-۷۱۲۳۴۳۵

فیکس نمبر ۰۹۲-۴۲-۷۲۲۴۸۹۹

ای میل: info@faridbookstall.com

ویب سائٹ: www.faridbookstall.com



لکھنا سکھانے کا شرعی حکم، یا حسد کہنے کی تحقیق، یا قیم کے مال سے ولی کے کھانے کا بیان، امامت، خطابت، تعلیم قرآن و حدیث، تراویح اور قرآن خوانی پر اجرت لینے کی تحقیق اور دیگر بہت سے مسائل۔

شرح صحیح مسلم میں مصنف نے چند مسائل میں دلائل کی بناء پر ادب و احترام کے ساتھ بعض اکابر علماء سے اختلاف کیا ہے، جب کسی شرعی مسئلہ میں حسن نیت سے دلائل کے ساتھ اختلاف کیا جائے تو اس کو ہر دور میں مستحسن قرار دیا گیا ہے، اس سے علمی تحقیق میں وسعت پیدا ہوتی ہے، کثرت دلائل کا اظہار ہوتا ہے اور بعد کے لوگوں کے لیے غور و فکر کی راہیں کھلتی ہیں، ائمہ اربعہ نے دلائل کی بناء پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء سے اختلاف کیا، اور ائمہ اربعہ کی آراء سے ان کے اصحاب اور تلامذہ نے اختلاف کیا اور ہر دور میں متاخرین، متقدمین سے علمی مسائل میں دلائل کے ساتھ اختلاف کرتے رہے ہیں اور اس کو کبھی بھی مایوس اور بے ادبی یا گستاخی نہیں خیال کیا گیا، لیکن بہت حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض مقلدوں کی طرف سے مسلسل مصنف پر یہ طعن کیا جا رہا ہے کہ میں نے بعض مسائل میں متقدمین سے اختلاف کر کے ان کی بے ادبی اور گستاخی کی ہے، ہر چند کہ ہر دور میں علماء کی مخالفت کی گئی اور مخالفین نے ان سے بعض وعاد کے اظہار میں کوئی کسر نہیں اٹھائی، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو مرجع، خارجی اور زہدین کہا گیا، امام شافعی اور امام نسائی کو رافضی کہا گیا۔ الفاظ قرآن کو مقلوب کہنے کی وجہ سے امام بخاری کے مقلات محاذ بنایا گیا، امام احمد بن حنبل کی مخالفت کی گئی، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا تکفیر کی گئی، تو اگر مصنف پر بھی بعض مقلدوں کی بات سے سب و شتم کیا جا رہا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ان لوگوں نے مصنف کو اس کی حیثیت سے زیادہ مقام سے نوازا اور اس کو ان اکابر علماء کے رشتہ میں منسلک کر دیا!

جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے علمی مسائل میں متقدمین کی آراء سے اختلاف کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے اور ہر دور میں ایسا ہوتا رہا ہے۔ ہمارے قریبی دور کی مثال اعلیٰ حضرت احمد رضا قادری فاضل بدایونی قدس سرہ العزیز کا ہے، جنہوں نے اپنے پیش رو علماء میں سے ہر قابل ذکر عالم سے دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے اور اس چیز کو ان کے فضائل و مناقب میں شمار کیا جاتا ہے مگر بعد کا کوئی شخص خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے فروعی مسائل میں اختلاف کرتے تو اس کو اعلیٰ حضرت کی اتباع پر مہمل کرنا چاہیے۔

حضرت ذاکر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے مقلد لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے علمی ذخائر میں یہ تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں کہ آپ نے کسی سے اختلاف کیا، بلکہ اصل وقت طلب کام یہ ہے کہ وہ کونسا فقہ ہے جس سے مولانا نے بالکل اختلاف کر لیا تو اگر ایسا کوئی شخص نکل آتا تو یہ ایک بڑی تحقیق ہوگی۔ مولانا ایک مجتہد کا طرز ہر ذی علم سے اختلاف کرتے ہیں۔ اس بحث کے اخیر میں علامہ ذاکر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اختلاف میں ایک اہم بات یہ ہے کہ جب یہ اختلاف کسی کوشش سے رفع ہی نہیں ہوتا تب ایک مجتہد کی طرح آپ فریق مخالف کے فطری پر ہونے کا ظن غالب کر لیتے ہیں اور اس کے بعد پھر کوئی رعایت اور سہل گیری، یا کسی مروت کے قائل نہیں رہتے۔



نیز ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا بہت اہم کارنامہ یہ ہے کہ وہ متقدمین و متاخرین فقہاء و اصولیین پر نہایت فراخ دلی سے تنقید فرماتے ہیں مولانا رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتح القدیر کو جگہ جگہ ”محقق علی الاطلاق“ لکھتے ہیں مگر جب یہی محقق علی الاطلاق وغیرہ میں بسم اللہ و ذکرہ الہی کو واجب علی قرار دیتے ہیں تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اقول لحدیث المستدل بشئ حتی سمع  
ما سمع۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۱)

پھر فرماتے ہیں اور مسئلہ تسمیہ اولاً تنہا محقق کی اپنی بحث سے ہے کہ نہ ائمہ مذہب سے منقول نہ محققین مابعد میں مقبول۔  
خود ان کے تلمیذ علامہ قاسم بن قلعوبغا نے فرمایا کہ ہمارے شیخ کی جو نکشیں خلاف مذہب ہیں ان کا اعتبار نہ ہو گا۔ علامہ قاسم نے تو یہاں تک کہا مگر مولانا فرماتے ہیں کہ اقول یعنی جب کہ خلاف اختلاف زمانہ سے ناشی نہ ہو۔

کما افتوا بجواز الاجازۃ علی التعلیل  
والاذان والامامۃ الخ۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۱)

مذکورہ بالا مسطور سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ اگر کسی عالم کے پاس قوی دلائل ہیں تو وہ اپنے پیش رو سے حق اختلاف رکھتا ہے خواہ وہ کتنا ہی محقق علی الاطلاق کیوں نہ ہو۔

۲۔ ائمہ مذہب (جیسے ابو حنیفہ و ابو یوسف و امام محمد) سے بھی اختلاف زمانہ کے باعث اختلاف جائز ہے۔

۳۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نہایت روشن و باغ ہتھے۔ وہ محققین سے اختلاف کرتے بلکہ ائمہ مذہب سے بھی اختلاف زمانہ کے باعث اختلاف کو جائز قرار دیتے۔ اس طرح آپ نے بعد واسطے اہل علم کے لیے یہ گنجائش باقی رکھی ہے کہ اگر اختلاف زمانہ سے ان کے بیان کردہ کسی مسئلہ پر مزید بحث کی جاسکتی ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یعنی اگر کسی مسئلہ پر مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بحث کی ہو اور اس کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کی ہو تو بعد واسطے محققین کے لیے راہیں مسدود نہیں ہو جاتیں بلکہ روشن ہو جاتی ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ ایک محقق کا کام انسانی ذہنوں میں گریں لگانا نہیں بلکہ ان گریں کا کھولنا ہے۔

نوٹ: ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ کے اس مقالہ کا عنوان ہے ”الاستاذ احمد رضا خان بین الفقہاء والاصولیین“ یہ مقالہ آپ سے مرکزی مجلس رضالاہور نے کھولیا، اس پر انعام دیا گیا اور اس قیمتی مقالہ کو بطور پیش لفظ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کی ابتداء میں شامل کیا گیا۔

اسی بحث میں ہمارے دور کے نامور محقق علامہ مفتی غلام سرور قادری لکھتے ہیں:

ہمیں اس سوس ہے کہ ہم اہلسنت میں نظریہ پرستی کی جگہ شخصیت پرستی بڑھ چکی ہے۔ جس سے اہل سنت مسلک محدود ہو کر

۱۔ علامہ ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری متوفی ۱۴۱۳ھ فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۵۔ ۲۴، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور، ۱۳۹۲ھ

۲۔ فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۰، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور، ۱۳۹۲ھ۔



رہ گیا ہے۔ اہل حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے بھی تو آپ جیسی جگہ آپ سے بھی اونچی اور بلند دیا شخصیتیں ہو کر گزری ہیں وہ کسی بھی میدان میں اہل حضرت سے پیچھے نہ تھیں بلکہ بڑھ کر تھیں اور انھوں نے اپنے زمانہ میں فتوں کی سرکوبی فرمائی جگہ فتوں کی سرکوبی میں انھوں نے جواذیتیں تکلیفیں اور مصائب برداشت کیے اہل حضرت کے ہاں تو ان کا تصور بھی نہیں ملتا۔ سچہ تعالیٰ اہل حضرت تو اپنے پر والوں کے درمیان خیر و عافیت کے ساتھ دین متین کی خدمات سرانجام دیتے رہے جبکہ اس کے برعکس اہل سنت کے دیگر اکابر علماء مشکلات و مصائب بھی برداشت کرتے رہے ہیں اور دین متین کی خدمت بھی بہت کی ہے کہ اہل حضرت ان کے خوشہ چینیوں میں نظر آتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمات کا کوئی مستی اندازہ کر سکتا ہے یا پابند سلاسل بھی ہوئے اور حتیٰ کر ان کو ایک سو بیس کوڑے مارے گئے اور ان کو زہر بھی دیا گیا جس سے ان کی وفات ہوئی۔

امام احمد بن حنبل نے بھی کوڑے کھائے۔ حضرت محمد و آلہ ثانی نے جیل کاٹی۔ امام ہلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی خدمات کا قرحا ہی نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی یہ سب بزرگان دین و مہتمم اللہ تعالیٰ اہل سنت کے مشائخ ہیں۔ ان سب بزرگوں نے اپنے اپنے مہم میں بڑے کام کیے ہیں۔

لیکن ہم نے ایک ہی شخصیت حضرت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے ساتھ سے زیادہ جذباتی وابستگی کرنے اور اپنے مسلک کو ان کی ذات کے حوالہ سے متعارف کرانے کی وجہ سے اپنے آپ کو محدود کر دیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم کوئی بھی بات کہیں اور وہ بات کتنی ہی مدلل کیوں نہ ہو دوسرے اہل علم یہ کہہ کر اسے رد کر دیتے ہیں یا اس کا وزن کم کر دیتے ہیں کہ یہ تو بریلوی مکتب فکر ہے اور یہ فرقہ واریت ہے۔

اور دوسرا یہ کہ ہم نے اہل حضرت علیہ الرحمۃ کی ایک ایک بات کو حرف آخر اور قطعی قرار دے کر سینوں کو ان کا عقیدہ بننے پر مجبور کر دیا ہے جو کسی طرح سے درست نہیں ہے۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں ایک بلند پایہ فاضل و متقی و دانش ور تھے اعلیٰ حضرت علیہ السلام والہ و علم اور اپنے زمانہ کے جلیل صاحب علم و فاضل تھے۔

مگر تانہ خدا و مصطفیٰ علی و آلہ وسلم کے بارے میں انھوں نے اور ان کے معاصر علماء اہل سنت بالخصوص علماء حرمین طہیمین رحمہم اللہ تعالیٰ نے تحقیق کر کے مجموعی طور پر جو رائے قائم فرمائی تھی بلاشبہ اس میں وہ مصیب تھے۔

اس میں جو شخص دیدہ و دانستہ یہ مطالبی حکم قرآن کریم "مَنْ بَعْدَ مَا قَبِلْتُمْ لَدِ الْبَيْتِ" اور اس کے بعد کہ ہدایت اپنے دلائل کے ساتھ اس پر روشن ہو چکی، ان کی تحقیق سے اتفاق نہ کر سکے اور اپنی مختلف رائے قائم کر کے وہ ایمان سے ڈری ہے۔ لیکن نقیب مسائل میں اس حد تک تنگ نظر نہیں ہونا چاہیے کہ ہم ایک فقہ رضوی یا مسلک رضوی بنا کر دوسرے اہل علم کو اس پر چڑھنے کے لیے مجبور کریں اور اگر کوئی کسی مسئلہ میں اہل حضرت کی رائے کے متباد میں دوسرے فقہاء کی رائے کو ترجیح دے تو ہم اس پر کچھ اچھا ناشر نہ کریں اور اسے اہل سنت سے خارج ٹھہرا کر لائق احترام و کرام ہی نہ سمجھیں۔ ایسا کہ بلاشبہ بہت بڑی زیادتی ہوگی۔

راقم نے اگر اس سے قبل اپنی بعض تصانیف یا رسائل میں کوئی ایسی بات لکھی ہے جس میں اس سے کئی مختلف نظریہ شایع ہوتا ہو اس کی بجائے ہی رائے صاحب تصور کی جائے جس کا اظہار میں اب کر رہا ہوں۔ کیونکہ اہل حضرت اور بعض علماء اہل سنت میں ایسے مسائل میں اختلاف رہا ہے اس کے باوجود اہل حضرت علیہ الرحمۃ نہ صرف ان کو اہل سنت ٹھہراتے بلکہ ان کا بے حد احترام بھی فرماتے۔

۱۱۔ اہل حضرت امام اہل سنت جس طرح اہل اعلیٰ الکفار کے مصداق تھے اسی طرح رحمان و رحیمہ کی بھی زندہ تصویر تھے علماء اہل سنت



کی عزت و قدر ایسی کہتے تھے کہ باید و شاید خصوصاً تاج العزول محب رسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے (الی ان قال) اس عزت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسئلوں میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ (حیاتِ علیحضرت) (۲)۔ محمد بن محمد بن عرب مدنی نے علیحضرت کی دعوت کی۔ دورانِ طاعن ان کے اور علیحضرت کے درمیان مسئلہ اختلافیت مرقمین بقیع شریف پر گفتگو چھڑ گئی۔ علیحضرت نے فرمایا کہ مرقمین بقیع میں سب سے افضل امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور مولانا محمد صاحب فرماتے تھے کہ ان میں سب سے افضل حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (حیاتِ علیحضرت ص ۱۲)۔ (۳)۔ یہ حقیقت کسی اہل علم سے مخفی نہیں کہ علیحضرت نے اپنے سے پہلے مکہ اکابرین سے کئی ایک مسائل میں اختلاف کیا۔ مثلاً عورتوں کا مزاراتِ اولیاء پر جانا جمہور اہل سنت کے نزدیک جائز اور مستحب اور علیحضرت کے نزدیک حرام ہے۔ (۴)۔ اسی طرح علامہ برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے منیبات خمسہ (پانچ غیبوں) کا علم نہیں مانتے دیکھیے ملفوظاتِ علیحضرت۔ اس کے برعکس اعلیٰ حضرت اور علماء کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منیبات خمسہ (پانچ غیبوں) کا علم مانتے ہیں۔ اس اختلاف کے باوجود علیحضرت علامہ برزنجی کو ان القاب سے یاد فرماتے ہیں:

”جامع علوم نقلیہ و اصل فنون عقلیہ، جامع شرافت حسب و نسب، آباء و اجداد وارث علم و شرف، محقق، صاحب ذہن نقاد و مدقق تیز ذہن، مدینہ طیبہ میں شافعیہ کے مفتی مولانا سید شریف احمد برزنجی ان کا فیض ہر سیاہ و سفید کو عام ہو۔“ (حسام الحرمین ص ۱۹ طبع کانپور)

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ اس قدر زبردست اختلاف کے باوجود کہ امام احمد رضا عفوہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں اور علامہ برزنجی نہیں مانتے پھر بھی علیحضرت ان کو کشتی بوس نے سے خارج قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے اہم گرامی کے ساتھ اس قدر عظیم الشان القاب شامل فرماتے ہیں۔

(۵)۔ قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین مجددی فاروقی کے ممتاز شاگرد و مرید و تلمیذ حضرت شاہ سلامت اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو باکمال عالم و عارف تھے انھوں نے مسئلہ اذان ثانی میں علیحضرت سے اختلاف کیا۔ (مکتوب امام احمد رضا ص ۱)۔ حضرت مولانا عبدالقادر غاں صاحب رامپوری مسئلہ اذان ثانی میں علیحضرت کی مخالفت میں پیش پیش تھے (ریاتِ علیحضرت ص ۱۲)۔ علیحضرت لکھتے ہیں: ”رامپور کے بعض اہل سنت نے مسئلہ اذان ثانی میں مخالفت کی۔“ (مکتوبات ص ۱۲)۔

لہذا ایک تویہ واضح ہو گیا کہ علیحضرت علیہ الرحمۃ کا یہ نقطہ نظر اہل سنت کے لیے واجب القول یا واجب الاتباع نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ علمی و تحقیقی طور پر اور کسی دلیل شرعی کی بنیاد پر کوئی سنی اہل علم و تحقیق کسی مسئلہ میں یا بعض مسائل میں اگر علیحضرت کے خلاف نقطہ نظر سے اتفاق نہ کرتے، ہمنے اس سے مختلف نقطہ نظر اختیار کرے تو بدستور سنی ہی رہتا ہے۔ اس پر طعن و تشنیع کرنا جہالت و حماقت اور ظلم و گناہ ہے۔ کاش کہ سنیت کو جس علیحضرت کی ذات میں محدود کرنے والے یہ سمجھتے کہ وہ اس سے سنیت کی کوئی خدمت نہیں کر رہے بلکہ سنیت کے ساتھ زیادتی اور دشمنی کر رہے ہیں۔ ۱۷

علامہ ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ اور علامہ مفتی غلام سہروردی قادری کی ان عبارات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ یا دیگر اکابر اہل سنت سے کسی فروعی مسئلہ میں دلائل و براہین کے ساتھ



ادب و احترام کے اختلاف کرنا، بلکہ اپنی کاموہیبہ ہے ان کے ساتھ عقیدت و احترام کے رشتہ کے ثنائی ہے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بعض مسائل میں صحابہ کرام، امام ابوحنیفہ اور دیگر ائمہ مجتہدین سے اختلاف کیا ہے، لیکن یہ کہہ سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے دل میں ان مفوض قدسیہ کے لیے عقیدت اور محبت نہیں تھی یا اس اختلاف کرنے کی وجہ سے وہ ان بزرگ ہستیوں کی بے ادبی کے مرتکب ہوئے، بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کو ان دلائل کا علم نہیں تھا آپ ان سے زیادہ عالم ہیں، تو اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ جن دلائل کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے حضرت صحابہ کرام اور ائمہ اور علماء متقدمین سے اختلاف کیا ہے تو کیا ان صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کو ان دلائل کا علم نہیں تھا اور کیا اعلیٰ حضرت کا علمی مرتبہ اور مقام ان صحابہ اور ائمہ سے زیادہ تھا، اگر کوئی شخص انصاف اور دیانت کے ساتھ اس مسئلہ میں ہمارا موقف سمجھنا چاہتا ہو تو اس کے لیے یہ طور کافی ہیں اور اگر وہ محض تعصب اور عناد سے ہمیں گالیاں دینے کا شوق رکھتا ہو تو ہم اس کو اپنے نامہ اعمال میں حسادت کا اضافہ کرنے سے روک نہیں سکتے اور اس اعلان کے صلہ میں ہم ایسے تمام گالیاں دینے والوں کے حق میں دعا و خیر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور ان کی عاقبت بہ خیر کرے۔ آمین! یہی جہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور سیرت ہے اور یہی آپ کی ہدایت ہے اور اسی میں نجات و رہن ہے۔

شرح صحیح مسلم کے منفرد وجود میں آنے کا اصل سبب عوامی مفہوم و شجاعت علی کی ذات گرامی تھی، کیونکہ جلد اولیٰ کے لکھنے کے بعد میں لاہور میں بیمار پڑ گیا تھا اور دن بدن حالت خراب ہوتی گئی اور میں نے یقین کر لیا کہ میں اب کوئی علمی کام نہیں کر سکوں گا، میرے لیے زندگی میں کوئی کشمکش نہیں رہی، لاہور کے جس مدرسہ میں میں نے انیس سال پڑھایا تھا وہاں کے ناخدا مجھ سے تنگ اور بیزار تھے، مفتی سید شجاع علی قادری جب بھی لاہور آتے، مجھے کراچی اپنے مدرسہ میں لے چلنے کے لیے پُر زور اصرار کرتے، میں کہتا کہ اب مجھ سے پڑھایا نہیں جاتا، مفتی صاحب کہتے آپ نہ پڑھائیں وہاں صرف آرام کریں، میں حیران تھا کہ لوگ بیمار آدمی سے جان چھڑاتے ہیں کہ یہ اب کام کا نہیں رہا اور یہ خدہ خدا اس ناکارہ شخص کو یہ اصرار اپنے مدرسہ میں لے جا رہا ہے، بالآخر میں ان کے شدید اصرار کی بناء پر کراچی، دارالعلوم نعیمیہ میں آگیا، یہاں آکر ان کی محبت اور خلوص اور دارالعلوم نعیمیہ کے دیگر احباب کے تعاون سے میری صحت بحال ہونے لگی اور بہت جلد میں دوبارہ کام کرنے کے لائق ہو گیا، یہاں مفتی صاحب نے مجھے بہت سہولتیں دیں، سب سے بڑی سہولت یہ تھی کہ انھوں نے مجھے پڑھانے کے لیے صرف ایک گھنٹہ کا ٹکٹ کیا اور باقی تمام اوقات میں مجھے علمی اور تحقیقی کام کے لیے آزاد چھوڑ دیا، تصنیف و تالیف کے لیے میری ضروریات کے لیے وہ کتابوں کی فراہمی کا بندوبست کرتے، خود ان کی ذاتی کتابیں میری تحویل میں رہتی تھیں اور انھیں جب ضرورت ہوتی تو وہ مجھ سے مانگ کر کتاب لیتے اور پھر واپس کر دیتے، وہ بے حد کریمہ اخلاق کے حامل اور عظیم ایشیاء تھے، بہت شگفتہ مزاج اور عفار تھے، فقہی مسائل میں اجتہاد کا فکر رکھتے تھے وہ فقہیہ سیرت اور پیش آمدہ مسائل میں جس باب مسلمانوں کے لیے آسانی ہوتی اس کو اختیار کر لیتے، میں مسائل حاضرہ میں ان سے مشورہ کرتا تھا، ہم دونوں کے ذہنوں میں بہت زیادہ ہم آہنگی تھی، شرح صحیح مسلم کی تصنیف کے دوران اگر مجھے کہیں علمی مشکل درپیش ہوتی تو میں ان سے استفادہ کرتا تھا، وہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے اور ان کے مجھ پر بہت احسانات تھے، ۸۰ درجہ

۸۰۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد اور امام محمد کے نزدیک بیٹھنے، نماز اور عزم ہے، فقہاء و ائمہ نے اس کو سود کھانے کا حیلہ قرار دیا ہے، اعلیٰ حضرت نے کفیل الفقہ میں اس کو جائز لکھا ہے، اس کی بنا پر بحث شرح صحیح مسلم جلد رابع میں ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲۔



۱۴۱۳ھ بمطابق ۲ جنوری ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ صبح کی نماز کے بعد صحیح مسلم کا ترجمہ مکمل ہو گیا، جب وہ صبح مدرسہ آئے تو میں نے ان کو بتایا کہ الحمد للہ ترجمہ مکمل ہو گیا ہے اور ان شاء اللہ چند دنوں میں شرح بھی مکمل ہو جائے گی تو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ہمارے دارالعلوم کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں آپ نے صحیح مسلم کا ترجمہ اور شرح مکمل کی اور مجھے بہت دعائیں دیں، ابھی یہ شرح تکمیل کو پہنچنے والی تھی کہ ۴ شعبان ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲۸ جنوری ۱۹۹۳ء کو جمعرات کے دن ایک بچے جکارنہ انڈونیشیا سے یہ خبر آئی کہ مفتی سید شجاعت علی قادری جکارنہ میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے رحلت فرما گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون، مفتی سید شجاعت علی صاحب وزارت بہبود آبادی کی طرف سے ایک وفد کے ساتھ انڈونیشیا کے مطالقاتی دورے پر گئے تھے، جانے سے پہلے انھوں نے مجھ سے خاندانی منصوبہ بندی کے مسئلہ پر تبادلہ خیال کیا اور باہمی مشورہ سے یہ طے کیا کہ وہ وہاں جا کر یہ تبلیغ کریں گے کہ انفرادی طور پر اپنی ضرورتوں کی وجہ سے ضبط تولید کرنا جائز ہے لیکن اجتماعی طور پر کسی قانون کے ذریعہ لوگوں پر جبراً ضبط تولید کو لازم کر دینا جائز نہیں ہے، انھوں نے کہا علماء مصر نے بھی یہی کہا ہے اور وہ اس کے قرین کی فٹ کاپیاں وہاں کے علماء میں تقسیم کریں گے، تو جس سفر میں ان کا انتقال ہوا وہ سفر اللہ کی راہ میں تھا اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں فوت ہوا وہ شہید ہے، نیز وہ دس سال سے عارضہ قلب، تیغیر معودہ اور لائی بلڈ پریشر کے امراض میں مبتلا رہتے اور انھی امراض میں ان کی وفات ہوئی، اور سفن ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیمار ہو یا کسی میں فوت ہو وہ شہید ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت فردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ان کی تمام تعصیف کو ان کے لیے صدقہ مبارکہ دے، ان کے قلم کردہ دارالعلوم کو ترقیاں عطا فرمائے، ان کی اولاد اور ان کے اہل خانہ کی حفاظت، حمایت اور کفالت فرمائے اور ان کے چھوٹے فرزند عزیز بیزی سید ناصر علی کران کی منشاء کے مطابق ان کا صحیح جانشین بنائے، آمین یا رب العالمین۔

شرح صحیح مسلم کی تصنیف میں میرے دوسرے بہت بڑے محسن اور معاون پروفیسر مولانا غنیب الرحمان زید جہم ہیں، مولانا غنیب الرحمان نے قدم قدم پر میری معاونت کی اور اس سلسلہ میں مجھے جس نوع کی بھی ضرورت پیش آئی انھوں نے اس کو پورا کیا بشرط صحیح مسلم کو زیادہ تفصیل اور تحقیق کے ساتھ لکھنے کا سب سے پہلے انھوں نے مشورہ دیا تھا، اور ہر معاملہ میں ہر وقت مجھے ان کا تعاون حاصل رہا، اور میرے بہت عزیز دوست مولانا غلام محمد سیالوی زید جہم ہیں، جن کی لائبریری میں اس دوران مستقل میرے زیر تصرف رہی، اگر کوئی کتاب ان کے پاس نہ ہوتی تو فوراً بازار سے خرید کر بھجوا دیتے، ان کے علاوہ میرے محسنین اور معاونین میں مولانا مفتی محمد اطہر نسیمی، حافظ محمد ازہر نسیمی، مولانا جمیل احمد نسیمی، مولانا اقبال حسین نسیمی، اراکین دارالعلوم نسیمیہ، مولانا اکرام حسین سیالوی، استاذ شمس العلوم اور شیخ اکھریٹ مولانا خالد محمود کراچی ہیں! اور مولانا سید محمد اکرم شاہ اور مولانا سید محمد نذیر شاہ ہیں جنھوں نے حملے تلاش کرنے میں میری مدد کی اور مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی ہیں جنھوں نے انتہائی محبت، لگن اور محنت سے شرح صحیح مسلم کی تصحیح کا اور بہت سے معاملات میں مجھے بہت مفید مشورے دیئے اور سید محمد اعجاز صاحب مالک فریدک شال میں جنھوں نے نہایت ذوق و شوق کے ساتھ انتہائی سرعت اور برق رفتاری کے ساتھ اس کی طباعت کرائی اور شرح صحیح مسلم کے اردو اور عربی کے کاتب ہیں جنھوں نے بہت نفاست سے خوبصورت کتابت کی، میں ان تمام حضرات اور دیگر معاونین کے لیے شرح صحیح مسلم کے قارئین کے لیے اپنے تمام اساتذہ اور شاخ کے لیے، اپنے والدین، اپنے اعزہ، احباب اور تلامذہ کے لیے اور عام المسلمین کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں: الا اللہین ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھو اور ایمان پر مضبوط رکھو



فرما، عزت کی زندگی اور عزت کی موت عطا فرما، دنیا میں صحت اور سلامتی کے ساتھ قائم رکھ، جو بیماریاں ہیں ان کو دور فرما، دنیا اور آخرت کی برکات اور ہر غلاب سے ہم کو محفوظ رکھ اور دنیا اور آخرت کی ہر خیر ہمارا مقدر کر دے! اے العلیین! شرح صحیح مسلم کو اپنی اولاد اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اور تمام لوگوں میں قبولیت عطا فرما، اس کو حاسدین کے شر سے محفوظ رکھ، اس کو بقاء و دوام عطا فرما، اس کی فیض آفرینیوں کو موثر بنا اور اس کی نشر و اشاعت کو تاقیامت جاری رکھ اور اس کتاب کو میری مغفرت کا وسیلہ اور میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے! آمین یا رب العالمین! بجاہ حبیبک سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

وَأَعُوذُ بِعَوَانِ إِبْنِ الْحَمْدِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ  
سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ قَائِدِ الْغُرَرِ الْمُجَلِّدِينَ شَفِيعِ الْمَذْنُبِينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهَرِينَ وَاصْحَابِهِ  
الْكَامِلِينَ الرَّاشِدِينَ وَازْوَاجِهِ الْمُطَهَّرَاتِ أَهْلِهَا الْمُؤْمِنِينَ وَعَلَى أَوْلِيَائِهِ أُمَّتِهِ وَعُلَمَائِهِ مِلَّتِهِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ  
وَالْمُفَسِّرِينَ وَالْفُقَهَاءِ وَالْمُجْتَهِدِينَ وَمَا ثَرُوا الْعُلَمَاءُ الرَّاسِخِينَ وَعَامَّةُ الْمُسْلِمِينَ أَجْمَعِينَ

غلام رسول سعیدی غفرلہ  
خادم الحديث دار العلوم نعیمیہ  
بلاک نمبر ۱۱۵ ٹیڈرل بی ایریا کسٹری ۳۵  
ٹیلیفون نمبر ۶۳۲۴۲۲۶، ۶۳۱۴۵۰۸

۵ شعبان المکرم ۱۴۱۳ھ  
۸ فروری ۱۹۹۳ء

نَفْسُ اسْلَام

WWW.NAFSEISLAM.COM